شب برأت کی حقیقت

کتاب و سنت کی روشنی میں

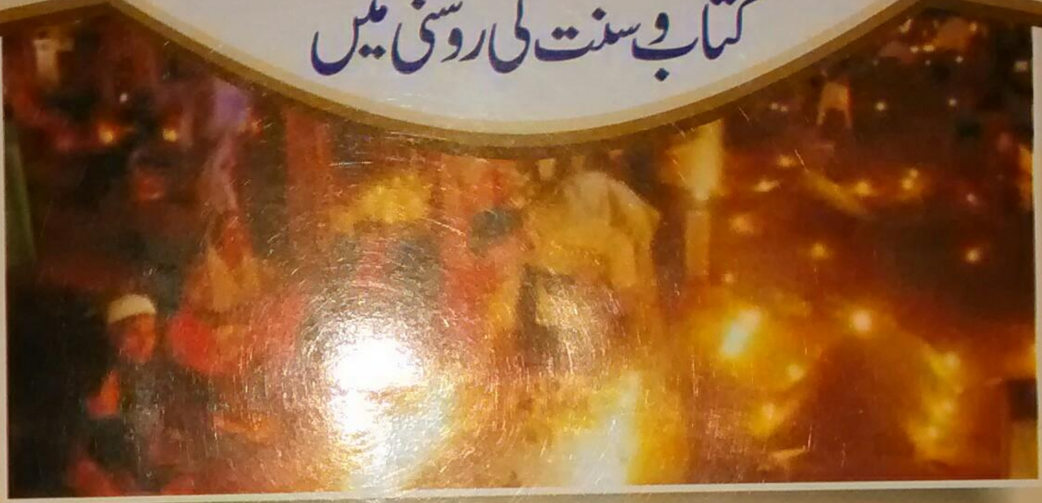

تالیف

ضیاء الحسن محمد سلفی

استاذ حدیث وعقیدہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

محمد فیصل خان

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

شب برأت کی حقیقت

(کتاب وسنت کی روشنی میں)

تالیف

ضیاء الحسن محمد سلفی

استاذ حدیث وعقیدہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب : شب برات کی حقیقت
تالیف : ضیاء الحسن محمد سلفی
طابع وناشر : مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
کمپوزنگ : الفہیم کمپیوٹر، مئوناتھ بھنجن، مئو
سال اشاعت : دسمبر ۲۰۱۲ء محرم ۱۴۳۴ھ
تعداد اشاعت : ایک ہزار ایک سو
صفحات : 24

باہتمام
شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

الحمدللّٰه الّذی أنزل علٰی عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا قيما لينذربه بأساً شديداً﴾ أشهدان لااِله الا اِللّٰه وحِده لا شريک له وأشهدان محمّداً عبده ورسوله أمابعد قال اللّٰه عزوجل

(الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْناً) (مائدہ آیت:۳)

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کردیا ہے کہ اس نے امت محمدیہ کے لئے دین کی تکمیل کردی اور اس پر اپنی عظیم نعمت پوری کردی اب اس دین میں کسی کو کسی کمی وبیشی کا اختیار نہیں خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں تبلیغ دین کا حق ادا کردیا اور دین کا کوئی گوشہ تشنہ نہ چھوڑا اور آپ نے اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ اپنی امت کے لئے ہر اس امر کی وضاحت فرمادی جسے اللہ نے مشروع کردیا یا جس کو شریعت نے حرام وناجائز بتلایا اور اس کی گواہی حجۃ الوداع کے تاریخی موقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جم غفیر نے دی۔

اور نبی ﷺ نے یہ بھی وضاحت کے ساتھ بتلادیا کہ میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے جو اپنے اقوال وافعال سے دین میں نئے نئے امور ایجاد کریں گے اور اسے دین کا کام تصور کریں گے لیکن ایسے تمام خودساختہ امور مردود وناقابل قبول ہوں گے اور یہ ساری بدعات ہیں جن کو شریعت میں کوئی مقام نہیں خواہ وہ جتنے بھی حسن نیت وخوش عقیدگی کے ساتھ کیا

جائے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو ردّ" (متفق علیہ) جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسا نیا کام ایجاد کرے، جو ہمارے دین سے نہ ہو تو وہ عمل غیر مقبول ہوگا۔

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو ردّ" جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی بابت ہمارا حکم نہیں ہے وہ مردود ہے۔ (صحیح مسلم۔۱۷۱۸)

اس حدیث میں ایک نہایت اہم ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر وہ کام جسے نیکی اور ذریعہ تقرب سمجھ کر کیا جائے جبکہ اس پر کتاب و سنت کی کوئی دلیل نہ ہو یا نصوصِ شریعت کی اس تعبیر سے وہ مختلف ہو جو صحابہ و تابعین نے کی جو اسلام کا بہترین دور ہے اور خیر القرون کے تعامل کی تائید سے بھی وہ محروم ہو تو ایسے تمام کام بدعت ہوں گے۔

اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن اپنے خطبۂ جمعہ میں برابر ارشاد فرمایا کرتے تھے "أما بعد فإنّ خير الحديث كتاب الله و خير الهدي هدى محمد ﷺ وشرّ الأمور محدثاتها و كل بدعة ضلالة" (صحیح مسلم۔۸۶۷)

اما بعد یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور بدترین کام (دین میں) نئے پیدا کردہ کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور حضرت عرباض بن سایہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ارشاد نبوی ہے "وإيّاكم و محدثات الأمور فإنّ كل بدعة ضلالة" (سنن ابوداود۔۴۶۰۷، سنن ترمذی۔۲۶۷۸)

اس دین میں نئے نئے کام (بدعات) ایجاد کرنے سے بچنا اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

اس مفہوم کی احادیث بکثرت ہیں جن سے بدعات کی شناعت ثابت ہوتی ہے

چونکہ صحابہ کرام وسلف صالحین شریعت مطہرہ کے معاملہ میں کافی حساس تھے اور علماء اسلام بھی سنت وبدعت سے بخوبی آشنا تھے اس لئے انہوں نے اتباع کتاب وسنّت کی دعوت دی اور محدثات وبدعات کی مذمت کی اور اس کو دین اسلام میں ضمیمہ کاری کی مذموم حرکت قرار دیا اور لوگوں کو بدعات سے دور رہنے کی ترغیب دی کیونکہ اسی میں دنیوی واخروی نجات کا راز مضمر ہے۔

اس وقت ایک طرف تو مسلمانوں کی اکثریت اللہ کی عبادت سے غافل ہے، دوسرے اس پر ستم یہ ہے کہ بعض لوگوں نے ان کے ذہنوں میں یہ بات اچھی طرح بٹھادی ہے کہ سال میں دوتین بار شب بیداری اور دوچار روزے رکھ لینا یہ انسان کی نجات اور اس کی دنیوی واخروی فلاح کے لئے کافی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایک رات کو عبادت کے لئے خاص کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا کہ صرف جمعہ کی رات کو قیام کے لئے اور صرف جمعہ کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے خاص نہ کرو۔ (صحیح مسلم۔۱۱۴۴)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ سال بھر میں کسی ایک یا دو راتوں میں عبادت کرنا اور باقی پورے سال میں اللہ کی عبادت سے غفلت برتنا مناسب عمل نہیں۔ لہٰذا پندرہویں شب کو قیام واجتماع کے لئے اور دن کو روزہ رکھنے کے لئے خاص کرنا اور اس دن ورات کو فضیلت کی گھڑی شمار کرنا کارثواب نہیں بلکہ بدعت ہے اور کوئی بھی دن جس کی خصوصیت وفضیلت نص صریح سے ثابت نہ ہو اس دن کو کسی عبادت کے لئے خاص کرنا بدعت قرار پاتا ہے۔ علمائے حنفیہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے چنانچہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر ایسا طریقہ جس میں شارع کی طرف سے کوئی خصوصیت ثابت نہیں اس کا ارتکاب بدعت ہے۔ (کفایت المفتی۔جلد۔۳۔صفحہ۔۲۴۷)

اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں ہے اِحداث فی الدین (دین میں بدعت سازی)

یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے اور قیاس سے تخصیصات اور تقییدات مقرر کرنا اور جو موقع کسی ذکر کا نہیں اس کو اس موقع میں معمول بہ بنانا۔

(فتاوی دار العلوم دیو بند طبع ثانی جلد۔۵۔ص۔۳۸۲)

ماہ شعبان میں نبی ﷺ کا معمول

ماہ شعبان قمری مہینوں میں آٹھواں مہینہ ہے یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان مشہور اسلامی مہینہ ہے اس سال کے آتے ہی امت اسلامیہ ماہ مبارک رمضان کے استقبال کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور شعبان کے مہینہ ہی سے نفلی روزہ رکھ کر رمضان میں فرض روزہ رکھنے کی مشق کرنے لگتی ہے اور یہی ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ بھی ہے کہ آپ اس ماہ میں بکثرت نفلی روزے رکھتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نفلی روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنا نہیں چھوڑیں گے پھر آپ روزہ چھوڑتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے علاوہ کبھی کسی مہینہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (صحیح بخاری۔۱۹۶۹۔صحیح مسلم۔۱۱۵۶)

اور صحیح مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ آپ تھوڑے دنوں کو چھوڑ کر پورے شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ

”مارأیت النبی ﷺ فی شھر أکثر صیاماً منه فی شعبان کان یصومه اِلاّ قلیلاً بل کان یصومه کله“

(سنن ترمذی۔۷۳۶)

میں نے نبی اکرم ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ رکھتے ہوئے نہیں

دیکھا آپ اس میں روزے رکھتے تھے سوائے چند ایام کے بلکہ آپ پورے مہینہ میں روزہ رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ”کان أحبّ الشهور الیٰ رسول اللہ ﷺ أن یصومه شعبان ثم یصله برمضان“ (سنن ابوداؤد۔ ۲۴۳۱)

رسول اللہ ﷺ کو روزوں کے لئے سب سے محبوب مہینہ شعبان تھا پھر آپ اس کے بعد رمضان کے روزے رکھتے تھے۔

صحیح مسلم کے اضافہ سے یہ معلوم ہوا کہ پورے شعبان کے روزے مقصود نہیں بلکہ آپ چند ایام کو چھوڑ کر شعبان کے اکثر ایام روزے رکھتے تھے علامہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (فتح الباری، ۴/۲۵۲) میں صراحت کی ہے کہ پورے شعبان سے مراد شعبان کے اکثر ایام ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث نبویہ سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ شعبان میں بکثرت نفلی روزے رکھتے تھے لہٰذا امت کو بھی اپنے نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپناتے ہوئے ماہ شعبان میں بکثرت نفلی روزے رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ کے اس ماہ شعبان میں بکثرت نفلی روزے رکھنے کی حکمت کی صراحت ایک مرفوع صحیح حدیث میں ملتی ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے آپ کو کسی مہینہ میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان میں رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ”ذَاکَ شَهرٌ یغفل الناس عنه بین رجب و رمضان وهو شهر ترفع فیه الأعمال الیٰ رب العلمین وأُحبّ أن یرفع عملی وأنا صائم (سنن نسائی۔ ۲۳۵۷)

یہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگ رجب اور رمضان کے درمیان روزے سے غافل ہو

جاتے ہیں حالانکہ اس میں اعمال اللہ رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اٹھائے جائیں۔

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ ماہ شعبان میں کثرت سے نفلی روزے رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ البتہ آدھے شعبان کے بعد روزہ سے منع کیا گیا تاکہ رمضان کے روزے کے لئے طاقت برقرار رہے۔

شب برأت کی حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ جن دو چار راتوں کی فضیلت خاص طور پر بیان کی جاتی ہے اور اس میں رطب، یابس اور صحیح وغلط کی تمیز نہیں کی جاتی ان میں سے ایک شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت ہے جس کو عام طور سے شب برأت کہا جاتا ہے ماہ شعبان کے شروع ہوتے ہی مسلم معاشرہ میں شب برأت کا چرچا عام ہو جاتا ہے اور اس مناسبت سے عین اسلامی اعمال کے نام پر رسوم و بدعات اور خرافات کئے جاتے ہیں اور لوگ ان امور کو اسلامی اعمال جانتے اور مانتے ہیں جن کا ثبوت نصوص شرعیہ سے نہیں ملتا۔ پندرہویں شعبان کی شب میں بہت سارے مسلمان جن عقائد واعمال کو بڑی عقیدت واحترام سے انجام دیتے ہیں اور انہیں اسلامی اعمال سے جوڑتے ہیں ان تمام اعمال کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ان رسوم وعقائد باطلہ میں سے اکثر پر علماء اسلام نے نکیر کی ہے۔

شب برأت سے متعلق رواج پانے والے عقائد اور اعمال میں سے بعض کا اختصار کے ساتھ یہاں جائزہ لیا جا رہا ہے۔ شب برأت کی فضیلت میں بہت سی احادیث بیان کی جاتی ہیں لیکن ایک حدیث کو چھوڑ کر ساری احادیث ضعیف اور موضوع ہیں البتہ اس رات کے بارے میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد صحیح سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔ ”یطلع اللہ

تبارک و تعالیٰ الیٰ خلقه لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الاّ لمشرک أو مشاحن" (صحیح ابن حبان۔ معجم طبرانی۔ شعب الایمان بیہقی)

اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو اپنی پوری مخلوق کی طرف بنظر رحمت دیکھتا ہے پھر ساری مخلوق کو مشرک اور کینہ پرور کے علاوہ بخش دیتا ہے۔

جبکہ دوسری روایت میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو اپنے بندوں پر نظر رحمت ڈالتا ہے پھر مومنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ پرور لوگوں کو چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے دلوں کو کینہ سے پاک کردیں۔ (صحیح الجامع الصغیر۔ ۱۸۹۸)

اس حدیث کو شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں بیان کیا جاتا ہے لیکن اس میں دوسری راتوں کی بہ نسبت اس رات کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ صحیحین کی روایت میں اس سے زیادہ فضیلت ہر رات میں توبہ واستغفار کو حاصل ہے جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا پر نزول ہر رات میں ہوتا ہے لہٰذا اس حدیث سے پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔

(۱) قبروں کی زیارت کا اہتمام

شب برأت کو ہمارے معاشرہ میں شہر خموشاں کی عید قرار دے دیا گیا ہے لوگ اس رات میں خصوصی طور پر جماعت در جماعت پیر و جواں، مرد اور بچے نماز مغرب کے بعد قبروں کی زیارت کا اہتمام کرتے ہیں اور اسے اس رات کا مسنون عمل قرار دیتے ہیں اس مناسبت سے قبرستانوں میں چراغاں اور روشنی کے ساتھ ہی قبروں کی صفائی اور چونا کاری کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

قبروں کی زیارت کرنا مشروع عمل ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا کہ میں نے تم کو پہلے قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا اب تم لوگ قبروں کی زیارت کرو۔ (صحیح مسلم۔ ۹۷۷)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ یہ تمہیں موت یاد دلاتی ہیں۔ (صحیح مسلم۔ ۹۷۶)

قبروں کی زیارت کرنا بلا تعیین زمان و وقت و مناسبت مشروع عمل ہے البتہ اس کے لئے کسی خاص دن یا کسی خاص مناسبت کو مخصوص کرنا درست نہیں۔

اس رات میں خاص طور پر نماز مغرب کے بعد قبرستان کی خصوصی زیارت کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے وہاں تھے آپ اچانک وہاں سے نکلے حضرت عائشہ بھی آپ کے پیچھے نکلیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ آپ بقیع قبرستان میں تشریف لے گئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے، عائشہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول مجھے یہ شک ہوا تھا کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے یہاں چلے گئے تب آپ نے فرمایا: **”انّ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لأکثر من شعر غنم کلب“**

(سنن ترمذی۔ ۷۳۹، سنن ابن ماجہ۔ ۱۳۸۹)

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر اس سے زیادہ لوگوں کی مغفرت کرتا ہے جتنے بنو کلب کی بکریوں کے بال ہیں۔

اس حدیث کو امام ترمذی، ایام بخاری۔ امام دار قطنی، علامہ ابن جوزی، علامہ ابن باز اور محدث شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہم اللہ وغیرہم نے ضعیف قرار دیا ہے پھر اس سے

شب برأت میں قبروں کی خصوصی زیارت کی مشروعیت کا ثبوت کیسے حاصل ہوگا۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ کے بقیع قبرستان میں جانے اور اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح حدیث میں مذکور ہے اس کی تفصیل صحیح مسلم وغیرہ میں ہے۔ اس میں شعبان کی پندرہویں رات کا کوئی ذکر نہیں اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فانّ جبریل أتانی حین رأیت فنادانی فأخفاه منک فأجبته فأُخفیته منک ولم یکن یدخل علیک و قد وضعت ثیابک و ظننت أن قدر قدت فکرهت أُن أوقظک و خشیت أن تستوحشی فقال انّ ربک یأمرک أن تاتی أهل البقیع فتستغفر لهم“۔ (صحیح مسلم۔۹۷۴)

یعنی جب تم نے دیکھا تو اس وقت میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے تم سے چھپاتے ہوئے آہستہ سے مجھے پکارا تو میں نے بھی تم سے چھپاتے ہوئے انہیں آہستہ سے جواب دیا اور تم نے اپنے بعض کپڑے اتارے ہوئے تھے اس حال میں وہ اندر نہیں آسکتے تھے میں نے یہ سمجھا کہ تم سو گئی ہو اس لئے میں نے تجھے جگانا پسند نہ کیا اور مجھے یہ خوف بھی تھا کہ کہیں تم میرے بغیر وحشت میں نہ مبتلا ہو جاؤ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کو حکم کیا ہے کہ آپ اہل بقیع کے پاس آئیں اور ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ واقعہ بقیع کا شب برأت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کا کسی صحیح حدیث میں ذکر ہے اس لئے ایک ضعیف حدیث کو حجت بنا کر یہ عقیدہ رکھنا درست نہیں کہ اس رات میں قبرستان میں جانا مسنون ہے بلکہ اس رات میں مروجہ انداز سے قبروں کی زیارت کرنا بدعت ہے جس سے بچنا چاہیئے۔

(۲) آتش بازی و چراغاں کرنا

شب برأت کے مزعومہ تہوار پر چراغاں اور آتش بازی کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ شب برأت کی آمد کا اس کے ذریعہ اعلان ہوتا ہے، امت محمدیہ اس پر بے دریغ اپنی جائز کمائی کو صرف کرتی ہے اور اسراف وفضول خرچی کا مظاہرہ کر کے شیطان کے بھائی بنتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سراسر ہندوانہ تہوار دیوالی کی نقالی ہے اور صحیح حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا ''من تشبّہ بقوم فھو منھم'' جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے اس کا شمار اسی قوم سے ہوگا۔ اس غیر اسلامی اور غیر شرعی عمل پر علمائے اسلام نے سخت نکیر کی ہے چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ آتش بازی کی شناعت وقباحت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ منجملہ ان رسوم کے ایک آتش بازی ہے اس میں متعدد خرابیاں ہیں۔

(۱) مال کا ضائع کرنا جس کا حرام ہونا قرآن مجید میں منصوص ہے۔

(۲) اپنی جان کو اپنے بچوں اور پڑوسیوں کو خطرہ میں ڈالنا جس کی حرمت بھی قرآن مجید میں منصوص ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرہ۔ ۱۹۵) مت ڈالو اپنی جانوں کو ہلاکت میں اسی واسطے حدیث شریف میں بلاضرورت آگ کے تلبس وقرب سے مخالفت آئی ہے چنانچہ کھلی آگ اور جلتا چراغ چھوڑ کر سونے کو منع فرمایا ہے۔

(۳) بعض آلات آتش بازی میں کاغذ بھی صرف ہوتا ہے جو آلات علم سے ہے اور آلات علم کی بے ادبی خود امر قبیح ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا پھر غضب یہ ہے کہ لکھے ہوئے کاغذ بھی استعمال ہوتے ہیں خواہ اس پر کچھ بھی لکھا ہو قرآن یا حدیث۔

(۴) بچوں کو ابتدا سے تعلیم معصیت کی ہوتی ہے جس کے واسطے شرعی حکم ہے کہ ان کو علم و عمل سکھاؤ گویا نعوذ باللہ حکم شرعی کا پورا مقابلہ ہے بالخصوص شب برأت میں یہ خرافات کرنا

مزید گناہ کا موجب ہے۔

(۵) بعض آلات آتش بازی اوپر کو چھوڑے جاتے ہیں جیسے بیل، اڑن انار اور ختنگاہ وغیرہ۔ اول تو بعضوں کے سر پر گرتے ہیں اور لوگوں کو چوٹ لگتی ہے علاوہ ازیں اس میں یاجوج وماجوج کی مشابہت ہے کہ وہ آسمان کی طرف تیر چلائیں گے اور کفار کی مشابہت حرام ہے۔ (اصلاح الرسوم۔ صفحہ۔۱۹، ۲۰)

شب برأت کے موقع پر یہ عام مشاہدہ ہے کہ ناسمجھ لوگ دوکانوں، مکانوں، محلوں، مسجدوں اور قبرستانوں میں خوب روشنی کرتے ہیں۔ آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والے رنگ برنگ کے برقی قمقموں پر بے تحاشہ روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ ٹھیک یہی کام دیوالی کے موقع پر ہندوؤں کے یہاں ہوتا ہے اس لئے ائمہ دین نے اس عمل کو غیر شرعی اور بدعت قرار دیا ہے اور اس پر سخت نکیر کی ہے چنانچہ علامہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ فرع شرح المھذب میں ہے کہ منکر بدعات میں سے یہ ہے کہ بہت سے ملکوں میں سال کی معروف راتوں میں مثلاً شب برأت نصف شعبان کو بڑی بڑی قندیلیں جلاتے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً

(۱) اہتمام کے ساتھ کثرت سے آگ جلا کر مجوسیوں کی طرح بیٹھنے کے مشابہ ہے۔

(۲) غلط جگہ مال ضائع کرنا۔

(۳) اس کے نتیجہ میں بہت سی مساجد میں بچوں اور نکموں کی بھیڑ لگتی ہے۔ کھیل کود اور شور وشغب ہوتا ہے اور ایسے لوگ مسجد کے قریب آتے ہیں جن سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے اور گندگی پیدا ہوتی ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں جن سے مسجد کو محفوظ رکھنا واجب ہے۔ (بحوالہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند شمارہ ماہ نومبر ۲۰۰۰ء۔ صفحہ ۳۰۔۳۱)

مشہور حنفی عالم ملاّ علی قاری رحمہ اللہ شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں کہ اس رات چراغاں

اور زیادہ روشنی کرنا قوم برامکہ کی ایجاد ہے یہ لوگ اصل میں آتش پرست تھے جب اسلام لائے تو انھوں نے یہ رسم بد اسلام میں داخل کردی تاکہ مسلمانوں کے ساتھ نماز میں آگ کو سجدہ کریں، شریعت میں اس رات چراغاں کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح۔ جلد۔ اول۔ صفحہ۔ ۱۹۸)

مشہور محدث شاہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور بدعت شنیعہ میں سے وہ رسم ہے جس کا اکثر بلاد ہند میں لوگوں نے رواج دے رکھا ہے یعنی چراغ جلانا اور اس کو مکانوں اور دیواروں پر رکھنا اور اس پر فخر کرنا اور آتش بازی کے ساتھ لہو ولعب کے لئے جمع ہونا، کیونکہ یہ وہ امر ہے جس کی معتبر کتابوں میں کوئی اصل نہیں بلکہ غیر معتبر کتابوں میں بھی نہیں اور کوئی ضعیف اور موضوع روایت تک بھی اس کے بارے میں وارد نہیں ہوئی اور نہ اس کا بلاد ھند کے سوا کسی ملک میں رواج ہے نہ حرمین شریفین میں (**زادھما اللّٰہ تعالیٰ تعظیما و تشریفاً**) اور نہ ان کے سوا عرب کے دیگر حصص میں اور نہ بلاد عجم میں، سوائے ہندوستان (اور پاکستان) کے بلکہ ممکن ہے اور یہی ظن غالب ہے کہ ہندوؤں کی رسم دیوالی سے اس رسم کو لیا گیا ہے کیونکہ ہندوستان میں عموماً رسوم بدعیہ زمانہ کفر ہی کی باقی ہیں۔

(بارہ مہینوں کے فضائل واحکام۔ صفحہ۔ ۳۷)

اسی طرح مولانا عبدالحئ لکھنوی فرنگی محلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عام جاہلوں نے اس رات (رجب کی ستائیسویں اور شعبان کی پندرہویں رات) کو گویا دو عیدیں بنا رکھی ہیں اور شعار اسلام سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ صریح بدعت ہے۔ اس میں چراغ اور روشنی کرنا خلاف سنت ہے تعجب ہے کہ لوگ کس طرح بدعتوں سے چمٹے ہوتے ہیں اور سنتوں سے متعلق پرواہ نہیں کرتے۔ (الآثار المرفوعۃ۔ صفحہ۔ ۶۲)

گھروں، بازاروں، دوکانوں اور مسجدوں کے علاوہ قبرستان بھی اس شب کو بقعہ نور بن جاتے ہیں اور وہاں بڑی چہل پہل ہوتی ہے جبکہ ایک حدیث میں نبی ﷺ نے

صراحت کے ساتھ قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ترمذی)

مذکورہ اقوال سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ چراغاں کرنا اور آتش بازی یہ غیر اسلامی رسم ہے جس کا شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ بدعت شنیعہ ہے اب اگر کوئی مسلمان اس وضاحت کے باوجود بھی اس کو اسلام کا شعار اور نیک عمل سمجھ کر اپنائے تو اس سے بڑی نادانی کیا ہوگی۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

(۳) شب برأت کا روزہ اور قیام

پندرہویں شعبان کی رات میں بہت سے مسلمان شب بیداری کر کے خصوصی عبادت اور قیام کرتے ہیں اور اس کو شرعی عمل سمجھتے ہیں اور اس ماہ کی پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور اس پر استدلال کے لئے ایک ضعیف اور موضوع حدیث پیش کرتے ہیں جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فإنّ اللّٰه ينزل فيها لغروب الشمس الٰى سماء الدنيا فيقول ألا مستغفر فأغفر له، ألا مسترزق فأرزقه، ألامبتلىً فأعافيه، ألا سائل فأعطيه ألا كذا، ألا كذا حتّى يطلع الفجر" (سنن ابن ماجہ ۱۳۹۰) جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو تم اس کی رات میں قیام کرو اور اگلے روز کا روزہ رکھو کیونکہ اس رات کی شام ہی سے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار کہ اس کو معاف کردوں، ہے کوئی رزق کا طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی بیمار یا مصیبت

زدہ کہ میں اس کو عافیت دے دوں، ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اسے دوں، کیا کوئی ہے، کیا کوئی ہے یہاں تک کہ فجر صادق طلوع ہو جائے۔

یہ حدیث جھوٹی اور من گھڑت ہے اس میں ایک راوی ابو بکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ قرشی ہے جس کو محدثین نے ضعیف ومتروک، کذّاب اور واضع الحدیث قرار دیا ہے، علامہ اُلبانی رحمہ اللہ نے اس کو شدید ضعیف یا موضوع کہا ہے، علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب تحفۃ الأحوذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پندرہویں شعبان کے روزے کے بارے میں مجھے کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں ملی رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور جس کا مفہوم یہ ہے کہ پندرہویں تاریخ میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو اخیر تک تو یہ حدیث جیسا کہ آپ کو معلوم ہے سخت ضعیف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت ہے جو پندرہویں شعبان کے روزے کے بارے میں ہے اور جس میں ہے کہ اگر کسی نے اس دن روزہ رکھا تو اسے ساٹھ سال پہلے اور ساٹھ سال اگلے روزوں کا ثواب ملے گا اس کو ابن جوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس کی اسناد مظلم ہے۔

علامہ عبیداللہ رحمانی محدث مبارکپوری شارح مشکوٰۃ رحمۃ اللہ علیہ مرعاۃ المفاتیح میں فرماتے ہیں کہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کے دن میں روزہ رکھنے کے بارے میں کوئی مرفوع صحیح یا حسن یا معمولی ضعیف یا کوئی حدیث نہیں ہے اور نہ ہی کوئی قوی یا ضعیف اثر ہی پایا جاتا ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح۔جلد۔۴۔صفحہ۔۳۴۴)

اسی طرح حافظ ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں **قيام ليلة النصف لم يثبت فيه شيئ عن النبي ﷺ ولا عن أصحابه** (لطائف المعارف) شعبان کی پندرہویں رات کے قیام کی فضیلت میں نہ نبی اکرم ﷺ سے کچھ ثابت ہے اور نہ آپ کے صحابہ

کرام رضی اللہ عنھم سے۔

لہٰذا اس حدیث سے شب برأت کا روزہ رکھنا اور رات میں قیام کرنا ثابت نہیں ہوتا اس کے باوجود ہمارے یہاں بہت سے لوگ مختلف علاقوں میں اس روزہ کے رکھنے اور رات میں قیام کا اہتمام ماہ رمضان کے فرض روزے اور قیام شب قدر سے بھی بڑھ کر کرتے ہیں حالانکہ اس طرح کا غیر شرعی عمل کرنا اجر وثواب کے بجائے عذابِ الٰہی کا باعث ہے۔

(۵) مخصوص نماز کا اہتمام

شب برأت کو بابرکت رات سمجھ کر مساجد میں مجالس کا انعقاد ہوتا ہے اور بڑے شوق ورغبت کے ساتھ قیام اللیل کا اہتمام ہوتا ہے اور اس میں دو تین انداز کی خود ساختہ نمازیں پڑھنے کا اہتمام ہوتا ہے اور اس کے جواز کے لئے دو تین احادیث پیش کی جاتی ہیں جو نہایت ضعیف اور موضوع ہیں پہلی نماز چودہ رکعات پر مشتمل ہوتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بطور استدلال لاتے ہیں جس میں انھوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کی پندرہویں رات میں چودہ رکعات پڑھیں اس کے بعد کچھ سورتوں کی تلاوت کی پھر فرمایا کہ جو شخص اس طرح کرے جیسا کہ میں نے کیا ہے تو اسے بیس مقبول حج اور بیس سال کے مقبول روزے کا ثواب ملتا ہے۔ (شعب الایمان بیہقی۔۳۵۵۹)

علامہ ابن الجوزی کتاب الموضوعات جلد۔۲۔ صفحہ۔۴۴۵ میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ حدیث بھی من گھڑت ہے اور اس کی سند نہایت تاریک ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ حدیث موضوع کے مشابہ ہے اور یہ منکر ہے اس کے راویوں میں عثمان بن سعید سے پہلے کے تمام راوی مجھول ہیں۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے

بھی اسی طرح کا حکم لگایا ہے۔ (تنزیہ الشریعۃ لابن عراق۔ جلد۔۲۔ صفحہ۔۹۴)

دوسری نماز بارہ رکعت اس شب میں مسنون عمل سمجھ کر پڑھی جاتی ہے اور اس کی دلیل میں ایک موضوع اور خودساختہ حدیث پیش کی جاتی ہے ”من صلّی لیلة النصف من شعبان ثنتی عشرة رکعة یقرأ فی کلّ رکعة قل هو اللّٰه أُحد ثلا ثین مرة لم یمت حتی یریٰ مقعده من الجنّة و یشفع فی عشر من أهل بیته کلهم وجبت له النّار“.

جس نے شعبان کی پندرہویں رات میں بارہ رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں ۳۰ مرتبہ ”قل ھو اللّٰہ احد“ پڑھے تو وہ مرنے سے پہلے جنّت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا اور اپنے گھر والوں میں سے دس ایسے لوگوں کی سفارش کرے گا جس کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

اس حدیث کو بھی علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب الموضوعات میں نقل کرنے کے بعد کہا کہ یہ حدیث موضوع (من گھڑت) ہے اور اس کی سند میں مجہول راوی ہیں۔

تیسری نماز صلوۃ الفیہ کے نام سے پڑھی جاتی ہے اور اس کی بڑی فضیلت بیان کی جاتی ہے جبکہ اس نماز کی بھی کوئی اصل نہیں اور کتاب وسنت سے اس عجیب وغریب نماز کا ثبوت نہیں ملتا، اس کے ثبوت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بڑی شد ومد سے پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص اس رات میں سو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ”قل ھو اللّٰہ احد“ دس دس بار پڑھے تو اللہ اس کی ہر ضرورت کو پوری کر دیتا ہے اور اگر لوح محفوظ میں وہ بدبخت لکھا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مٹا کر اس کو خوش نصیب لکھ دیتا ہے اور اس کے آئندہ ایک سال کے گناہ نہیں لکھے جاتے۔

اس حدیث کو علامہ ابن جوزی نے کتاب الموضوعات میں تین طرق سے ذکر کیا ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں، اس کے زیادہ تر راوی مجہول ہیں بلکہ ان میں سے بعض تو بالکل ضعیف ہیں اور اس طرح کی حدیث کا نبی ﷺ سے صادر ہونا ناممکن ہے اور ہم نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے جو یہ نماز پڑھتے ہیں، جب چھوٹی راتیں ہوتی ہیں تو وہ اس کے بعد سو جاتے ہیں اور ان کی نماز فجر فوت ہو جاتی ہے جبکہ جاہل ائمہ مساجد نے اس نماز کو اور اسی طرح صلوۃ الرغائب کو لوگوں کو جمع کرنے اور کسی بڑے منصب تک پہونچنے کا ذریعہ بنا لیا ہے اور قصہ گو لوگ اپنی مجالس میں اس نماز کا تذکرہ کرتے ہیں حالانکہ یہ سب حق سے بہت دور ہیں۔ (الموضوعات۔ جلد۲۔ صفحہ۔ ۴۴۰۔۴۴۳)

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ نماز جو صلاۃ الرغائب کے نام سے معروف ہے وہ اور اسی طرح شعبان کی پندرہویں رات کی سو رکعت نماز یہ دونوں نمازیں بہت بری بدعت ہیں لہٰذا قوت القلوب اور احیاء علوم الدین میں ان کے تذکرہ سے دھوکہ میں نہیں پڑنا چاہیئے اور نہ ہی ان کے بارے میں روایت کی گئی حدیث سے دھوکہ کھانا چاہیئے کیونکہ وہ پوری کی پوری باطل ہے۔ (مجموع نووی۔ جلد۔۳۔ صفحہ۔۳۷۹)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس کے بعض الفاظ میں اس کے پڑھنے والے کو جو ثواب ملنے کی صراحت کی گئی ہے ان کے من گھڑت ہونے کے بارے میں کسی عقلمند انسان کو شک نہیں ہو سکتا اور اس کے راوی مجہول ہیں۔ اور صاحب احیاء وغیرہ جیسے فقہاء اور مفسرین کی ایک جماعت اس روایت سے دھوکا کھا گئی ہے حالانکہ شعبان کی پندرہویں رات کی نماز کے بارے میں جو حدیث مختلف طرق سے روایت کی گئی ہے وہ اپنے تمام طرق کے ساتھ باطل اور موضوع ہے۔ (الفوائد المجموعة. صفحہ۔۵۳)

علامہ ابن القیم جوزی رحمہ اللہ شب برأت میں کسی مخصوص طریقہ سے نماز پڑھنے کے بارے میں مذکور احادیث کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تعجب اس شخص پر ہے جس کو سنن کی معمولی سی بھی معرفت ہو اور وہ اس طرح کی بکواس سے دھوکا کھا کر اس نماز کو پڑھے جبکہ یہ نماز الفیہ اسلام میں چوتھی صدی کے بعد ایجاد کی گئی اور اس کی نشو ونما بیت المقدس سے ہوئی پھر اس کے رواج کے لئے متعدد احادیث گھڑ کر پیش کی گئیں ان ہی میں سے یہ حدیث ہے کہ جس نے شب برأت میں ہزار مرتبہ "قل ھو اللہ اُحد" پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سو فرشتوں کو بھیجے گا جو اس کو بشارت دیں گے اور یہ حدیث کہ جو پندرہویں شعبان کی رات میں ۱۲۔ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ۳۰ مرتبہ "قل ھو اللہ اُحد" پڑھے تو وہ اپنے گھروں میں سے ایسے دس لوگوں کی سفارش کرے گا جن پر جہنم واجب ہوگئی، اس کے علاوہ جو احادیث ہیں ان میں سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔

(المنار المنیف فی الصحیح والضعیف۔ صفحہ۔ ۱۰۴)

تمام علماء کرام نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس رات کی نماز الفیہ یا کوئی دوسری نماز شریعت میں ثابت نہیں امام طرطوشی۔ امام اوزاعی۔ حافظ عراقی۔ علامہ نووی۔ علامہ شوکانی، ابن الجوزی، ابن القیم شیخ ابن باز، علامہ ناصر الدین البانی اور دیگر علمائے اسلام نے پندرہویں شعبان کی رات میں پڑھی جانے والی نماز کو بے اصل قرار دیا ہے اور مشاہیر علمائے احناف جیسے علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ یوسف بنوتی، ملاّ علی قاری حنفی رحمھم اللہ وغیرہم نے بھی بیان کیا ہے کہ اس رات میں کوئی خاص نماز ثابت نہیں ہے۔

چنانچہ ملاّ علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس نماز کے بارے میں ضعیف یا موضوع احادیث کے علاوہ کچھ بھی وارد نہیں اس لئے آپ کو اس سے دھوکا نہ کھانا چاہئے کہ اسے قوت القلوب اور احیاء علوم الدین کے مؤلفین نے ذکر کیا ہے نیز یہ بدعت نماز پہلی

مرتبہ ۴۴۸ھ میں بیت المقدس میں ایجاد کی گئی جب بعض آتش پرستوں نے اسلام قبول کیا تو وہ جب مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے تو اپنے سامنے آگ جلالیا کرتے تھے انھیں لوگوں نے صلوۃ الفیہ ایجاد کیا تھا چنانچہ جب شعبان کی پندرہویں رات آتی تو وہ یہ نماز پڑھتے اور اپنے آگے آگ جلاتے تاکہ رات کو زیادہ دیر تک وہ آگ کے آگے تعظیماً کھڑے رہیں اس کے علاوہ لوگ اس آگ کی آڑ میں بہت سی برائیوں کا ارتکاب بھی کرتے تھے یہاں تک کہ اس وقت کے اولیائے کرام کو یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں انھیں زمین میں دھنسا نہ دیا جائے اس لئے وہ ان کے علاقوں سے دور چلے جاتے تھے جن میں اس بدعت پر عمل کیا جاتا تھا اور اس کی آڑ میں کئی محرمات کا ارتکاب کیا جاتا تھا۔

(تحفۃ الاحوذی۔ جلد۔۳۔ صفحہ۔۱۶۳۔ الموضوعات الکبیرۃ۔ ص۔۳۳۰، تذکرۃ الموضوعات از علامہ فتنی۔ صفحہ۔۴۵)

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ جو نماز آتش پرستوں نے پانچویں صدی میں ایجاد کی اور اس کی فضیلت میں جھوٹی احادیث بھی گھڑ ڈالیں آج مسلمان پندرہویں شعبان کی رات میں اس نماز کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور پورے زور وشور کے ساتھ ان جھوٹی اور من گھڑت احادیث کو بیان کرتے ہیں جبکہ یہ اور اس قسم کی دیگر تمام احادیث بالاتفاق ضعیف اور موضوع ہیں اور ائمہ کرام علامہ شوکانی، ابن الجوزی، ابن حبان، علامہ قرطبی، حافظ سیوطی وغیرہ نے ان روایات کو بے اصل اور ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

علامہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ مفتی سعودی عرب فرماتے ہیں کہ پندرہویں شعبان کو کوئی عبادت مشروع نہیں اگر پندرہویں شعبان کی رات میں اجتماع کرنا یا کچھ عبادت کرنا مشروع ہوتا تو نبی اکرم ﷺ ضرور اس کی طرف رہنمائی فرماتے یا اپنی امت کو آگاہ کرتے یا خود عبادت کرتے، اگر آپ نے ان راتوں میں کچھ عبادت کی ہوتی یا کوئی خاص کام کیا ہوتا تو صحابہ کرام امت محمدیہ کے لوگوں کو ضرور بتاتے اور اسے لوگوں سے کبھی نہ

چھپاتے، انبیاء علیہم السلام کے بعد وہ تمام لوگوں سے افضل اور بہتر تھے اور سب سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ تھے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہو گئے جبکہ علماء نے صراحت کی ہے کہ نصف شعبان کی رات کی فضیلت میں آنحضرت ﷺ سے کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس رات میں اجتماع کرنا بدعت ہے جو دین اسلام میں نئی ایجاد ہے اسی طرح اس رات کو کسی خاص عبادت کے لئے مخصوص کرنا بھی بدعت اور گناہ کا کام ہے۔ (بدعات مروجہ شریعت محمدیہ کی روشنی میں صفحہ۔۴۲۔۴۳)

اخیر میں ہم محدث کبیر علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ کا بیان نقل کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ خصوصی طور پر پندرہویں شعبان کی رات کو زندہ کرنا، اس میں بیدار رہنا، اس میں قیام کا اہتمام، پنجگانہ نمازوں میں سے بعض کو یا تمام فرض نمازوں کو چھوڑ دینا اور دیگر واجبات کی ادائیگی سے غفلت برتنا جیسا کہ ہمارے اس زمانہ میں عام مسلمانوں کی حالت ہے بلاشبہ یہ بہت بری بات ہے اور فرائض کو چھوڑ کر مندوب کام میں مشغول رہنا دینی عمل نہیں ہے اور نہ رائے کا اس سے کچھ تعلق ہے اسی طرح اس رات میں تمام سنن کو چھوڑ کر قبروں کی خاص طور پر زیارت کرنا بھی مسنون نہیں ہے اور یہ کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے ثابت بھی نہیں ہے اس رات میں مُردوں کی روحوں کی آمد و حاضری کا عقیدہ کرنا، ان کے استقبال کے لئے گھروں کو صاف کرنا، ان کی تکریم کے لئے دیواروں کو لیپ کرنا اور ان کی ضروریات کے لئے چراغ اور قندیلیں جلانا اور چراغاں کرنا یہ تمام امور بلاشک بدعت و گمراہی میں سے ہیں۔ (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح۔ جلد۔۴۔ صفحہ۔۳۴۲)

خلاصہ کلام یہ کہ پندرہویں شعبان کی شب (شب برأت) کی فضیلت اور اس رات میں خصوصی نماز و عبادت کرنے کے سلسلہ میں کوئی صحیح مرفوع حدیث مروی نہیں ہے البتہ اس

پورے ماہ میں بکثرت نفلی روزے رکھنے کا عمل مسنون ہے لیکن پندرہویں شعبان کی شب بیداری و قیام اور مخصوص نماز و عبادت کرنے کے لئے اور اس کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے خاص کرنا، جوق درجوق انفرادی واجتماعی طور پر قبروں کی زیارت کرنا، چراغاں اور آتش بازی کرنا، روحوں کی آمد و حاضری کا عقیدہ رکھنا، اوران کے استقبال کے لئے گھروں کی صفائی، اگربتی دلوبان جلانا، حلوہ وغیرہ پکانا یہ سارے امور بے اصل ہیں شریعت اسلامیہ میں ان کا کوئی ثبوت نہیں یہ گمراہ کن بدعات ہیں جن سے بچنے کی قرآن وسنت نبویہ میں تعلیم وتلقین کی گئی ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اسوۂ نبوی کو اپناتے ہوئے ان تمام بدعات وخرافات اور باطل رسوم و رواج اور غیر شرعی اعمال وعقائد سے اجتناب کرنا چاہئے۔

شب براٗت جب شب مغفرت تو عبادت کیوں نہیں

یہاں ہم ایک شبہ کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں جس کو عام ذہنوں میں پیدا کیا جاتا ہے وہ یہ کہ پندرہویں شب کے بارے میں ایک حدیث صحیح طور پر ثابت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو اپنے بندوں پر نظر رحمت ڈالتا ہے پھر تمام مومنوں کی مغفرت فرماتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ پرور لوگوں کو چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنا دل کینہ سے صاف کرلیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب براٗت مغفرت کی رات ہے تو اس سے تو اس رات کو کچھ فضیلت ثابت ہوتی ہے پھر اس رات میں خصوصی عبادت وقیام کے اہتمام کرنے میں کیا حرج ہے اس شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے اس لئے یہ وضاحت پیش کی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا ہے (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا) تمہارے لئے اللہ

کے رسول کی ذات میں بہترین اسوہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن کی توقع رکھے اور اللہ کا بکثرت ذکر کرے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو امت محمدیہ کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم ہر میدان میں آپکے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر آپ کے نقش قدم پر چلیں اور ہر عمل میں آپ ہی کی اقتدا کریں یہ حکم عام ہے کہ آپ کے تمام اقوال وافعال اور احوال میں آپ کی اقتدا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے خواہ ان کا تعلق عبادات ومعاملات سے ہو یا معیشت وسیاست سے لیکن جب ہم احادیث نبویہ اور سیرت کی کتابوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس رات میں خصوصی طور پر کسی عبادت اور قیام کا اہتمام نہ خود کیا اور نہ ہی اپنے صحابہ کرام کو اس کی ترغیب دلائی۔ لہٰذا جب ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اس رات میں خصوصی عبادت وقیام کا اہتمام نہیں کیا تو ہمیں بھی آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپناتے ہوئے نہیں کرنا چاہیئے۔

الغرض شعبان کی پندرہویں رات کو خصوصی عبادت کی فضیلت میں کچھ بھی ثابت نہیں ہے اس لئے اسوۂ نبوی کی موافقت کرتے ہوئے ان تمام مروجہ امور سے بچنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ امت محمدیہ کو جادۂ مستقیم پر گامزن رکھے اور ان کو کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے اور تمام بدعات ومحدثات اور باطل اعمال وعقائد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم و صلّی اللّٰه علیٰ خیر خلقه محمد وعلیٰ اٰله و صحبه أجمعین.

☆☆☆

منہج سلف صالحین کے فروغ کے لئے کوشاں

ہماری بعض اہم خوبصورت اور معیاری مطبوعات

جواہر الایمان شرح اللؤلؤ والمرجان

فضائل اعمال

فقہی احکام و مسائل

فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام

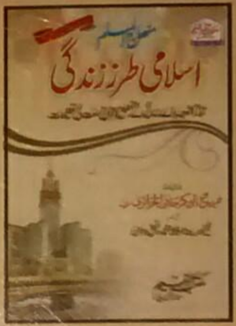
اسلامی طرز زندگی

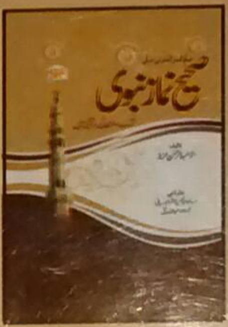
صحیح نماز نبوی

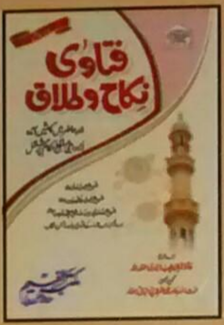
فتاویٰ نکاح و طلاق

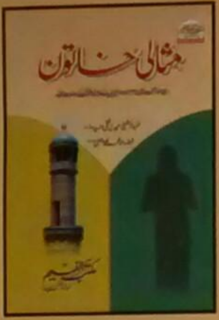
مثالی خاتون

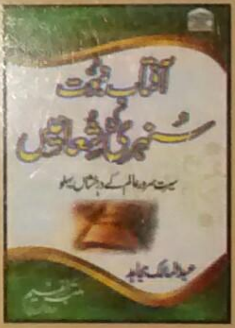
آفتاب نبوت کی سنہری شعاعیں
عبدالمالک مجاہد

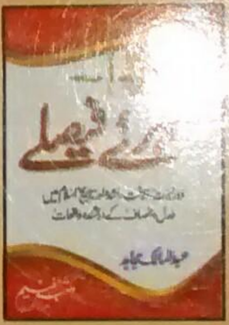
سنہرے فیصلے
عبدالمالک مجاہد

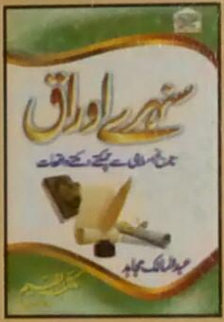
سنہرے اوراق
عبدالمالک مجاہد

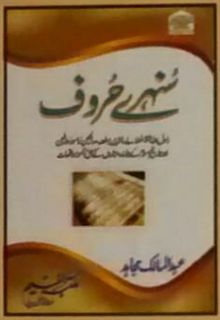
سنہرے حروف
عبدالمالک مجاہد

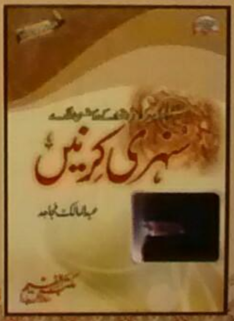
سنہری کرنیں
عبدالمالک مجاہد

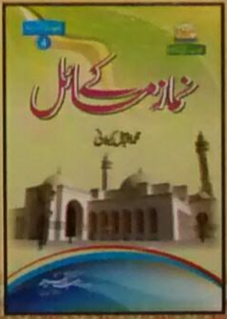
نماز کے مسائل

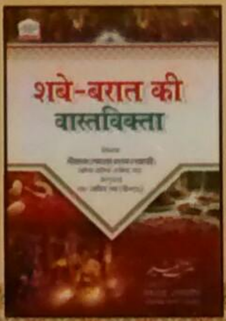
शबे-बरात की वास्तविकता

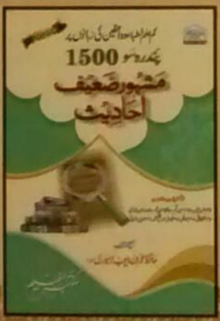
1500 مشہور ضعیف احادیث

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : faheembooks@gmail.com
Website : www.faheembooks.com

₹ 22/-